بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

الحمدللہ نحمدہ و نستعینہ ونستغفرہ و نومن بہ و نتوکل علیہ و نعوذباللہ من شرور انفسنا و من سیات اعمالنا من یھداللہ فلا مضل لہ و من یظلل فلا ھادی لہ و اشھدان لا الہ الااللہ و اشھدان محمدا عبدہ ورسولہ

مہدیانِ برحق وتابعین

مرتبہ: محمد نامدارخان بوزئی

۱۰دسمبر۲۰۰۵م

لفظ 'مہدی' ایک غیر قرآنی لفظ ہے جس کے لغاتی معنی ہیں ''ہدایت دیا جانے والا'' یا ''راہنمائی کیا جانے والا''۔اس کا مادّہ لفظ ھَدَیَ (ھ-د-ی) بابِ ضَرَبَ سے تعلق رکھتا ہے۔مگر اس کا مفعول خلاف قاعدہ مَھْدِیٌ لکھا جاتا ہے۔اسی لفظ کو اردو زبان میں 'مہدی' لکھتے ہیں۔اس کا صیغہ جمع مہدیّن یا مہدیان ہے۔

ھـــدایۃ کے لفظی معنی راہنمائی،تعلیم یا instructions کے ہیں۔اصولاً جب تک یہ لفظ کسی خاص اصطلاحی معنوں میں استعمال نہ کیا جائے اس وقت تک ہمیں اس لفظ کے یہی معنی لینے چاہیں۔اہلِ زبان اس لفظ کو اکثر غیر معروفہ معنوں ہی میں استعمال کرتے ہیں مگر جب کبھی معروفہ معنی مطلوب ہوتے ہیں تو اسے الف،لام کے اضافے کے ساتھ ''المہدی'' کہتے ہیں۔چنانچہ قرآنی اصطلاح ''خاتم النبیّن'' کے مفہوم کی اصلیت برقرار رکھنے کے لیے نبی کریم ﷺ نے ''حجت اللہ'' مہدی آخرالزمان کے لیئے یہی لفظ استعمال کیا تھا۔ جس کی وجہ سے دین کی اصطلاح میں اس کے معروف معنی ''مھدی من اللّٰہ'' طئے پاتے ہیں یعنی ایسا شخص جس کو اللہ کی طرف سے ''وہبی'' طریقے سے ہدایات ملتی ہوں۔عام بول چال میں ''من اللّٰہ'' کے الفاظ حذف کر دیئے جاتے ہیں اور صرف ''مہدی'' کہنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔لفظِ ''مہدی'' مفعول ہے اس کا فاعل ''ھادی'' ہے اس طرح تمام مہدیان برحق کی ہدایت کا فاعل یعنی ہدایت دینے والا اللہ سبحان وتعالیٰ ہوتا ہے۔ آیئے اب ہم اس لفظ کی قرآنی شناخت کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

اس ضمن میں سورۃ الانعام کی آیات ۸۴تا۹۰ بڑی حدتک ہماری رہنمائی کرتی ہیں۔ان کے مطالعہ سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو 'المھدی'' بناتا ہے! حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اور ہم نے اس (ابراہیمؑ) کو بخشا اسحٰقؑ اور یعقوبؑ، ہم نے (ان) سب کو ہدایت دی اور نوحؑ کو ہم نے ہدایت دی اس سے قبل، اوران کی اولاد سے داؤدؑ اور سلیمانؑ اور ایوبؑ اور یوسفؑ اور موسیٰؑ اور ہارونؑ کو اوراسی طرح ہم محسنین کو بدلا دیتے ہیں اور زکریاؑ اور یحییٰؑ اور عیسیٰؑ اور الیاسؑ سب صالحین میں سے ہیں او راسمٰعیلؑ اور الیسعؑ اور یونسؑ اور لوطؑ اور (ان) سب ہی کو ہم نے تمام جہان والوں پر فضیلت دی اور کچھ ان کے باپ دادا اوران کی اولاد اوران کے بھائیوں کو، اور ہم نے انہیں چنا اور سیدھے راستے کی طرف ہدایت دی۔ (انبیاؑ ومرسلین کیلیے) یہی اللہ کی رہنمائی (کا طریقہ رہا) ہے اوراسی (طرح) سے ہدایت دیتا ہے اپنے بندوں (عبادہٖ) میں سے جسے چاہتا ہے اور اگر وہ شرک کرتے تو جوکچھ (نیکیاں) انھوں نے کیں تھیں، ضائع ہوجاتیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھیں ہم نے کتاب اور شریعت ونبوت دی۔

پس اگر یہ لوگ (یعنی منکرین ومشرکینِ وقت) اس (حقیقت) کا انکار کریں تو ہم نے ان (اوامر) کے لئے مقرر کردیئے ہیں، ایسے لوگ جو انکار کرنے والے نہیں۔

یہ (یعنی مذکورہ صالحین ومحسنین) وہ لوگ ہیں جنھیں اللہ نے ہدایت دی۔ سو آپؐ ان کی راہ پر چلو (پیروی کرو) آپؐ کہہ دیں، میں اس پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا، یہ تو صرف ایک نصیحت ہے تمام جہاں والوں کے لئے۔(سورہ انعام آیات ۸۴ تا ۹۰)

مندرجہ بالا آیات سے واضح ہوتا ہے کہ:

۱۔ اللہ جس کو چاہتا ہے۔ ہدایت دیتا ہے اور یہ مذکورہ ہدایت وہبی (عطا الٰہیہ) ہے۔ اس قسم کی ''ہدایت'' کو بندہ اپنی محنت ومجاہدے یا تقویٰ کے ذریعہ سے حاصل نہیں کرسکتا۔

۲۔ یہ سب لوگ محسنین وصالحین بندے تھے اور شرک کے نتائج سے انھیں بھی آگاہ کردیا گیا تھا۔

۳۔ اللہ تعالیٰ خود اپنی مرضی سے یہ ''بندہ'' چن لیتے ہیں اور خاص مقصد کے لیے منتخب کرلیتے ہیں اسی چناؤ اور انتخاب کے سبب یہ ''بندہ'' مجتبیٰ و مصطفیٰ کہلاتا ہے۔

۴۔ ان تمام حضرات کو اللہ نے بذاتِ خود ''ہدایت'' دی اس وجہ سے یہ سب اپنے اپنے وقتوں کے ''مہدیانِ برحق'' طے پاتے ہیں۔ ان سب کو عطا کی گئی ''ہدایت'' ذاتی، اور اصلاً تھی؛ ''عرضی'' یا ظلّی نہیں تھی۔

۵۔ ان حضرات کو تمام جہان والوں پر اللہ نے فضیلت دی۔ پس عدلِ الٰہیہ کے تقاضے کے تحت ان کے بعد کے ''مھـدیـان'' بھی اسی قسم کی فضیلت کے حق دار تسلیم کئے جائیں گے۔ خواہ وہ حامل معجزہ یا حامل

شریعت جدیدہ ہوں یا نہ ہوں۔

۶۔ ان لوگوں میں حاملین شریعتِ جدیدہ بھی تھے جنہیں بعض علماء تشریعی انبیاء کہتے ہیں اور حاملینِ ذکر من ربکم (سورہ الاعراف:۶۹) بھی، جن کا ذکر حاملینِ شریعتِ جدیدہ کے ساتھ اس لئے کیا گیا کہ یہ لوگ بھی اللہ کی اسی شریعت کی تبلیغ پر مامور تھے جو کہ ان کے اپنے اپنے زمانے کے تشریعی مرسلین کے ذمہ تھی۔ جسے ان مخصوص مرسلین کی ''ولایت'' بمعنی اقلیم (domain) کہا جاتا ہے۔ مثلاً ولایتِ موسوی، ولایتِ عیسوی، ولایتِ محمّدیہ وغیرہ۔ چنانچہ سارے خاتمینِ ولایت کا تشخص بھی اسی پس منظر میں متعین ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ ذکر من ربکم کا ترجمہ شیخ محمّد پکتھال نے reminder from your Lord کیا ہے، یہ بھی ہمیں معلوم ہے کہ ایک reminder کا مضمون بھی وہی ہوتا ہے جو کہ اصل خط (orignal letter) کا ہوتا ہے! ان دونوں میں ایک فرق یہ ہوتا ہیکہ reminder میں warning یا انتباہ کا عنصر شامل ہوتا ہے۔

۷۔ محمد رسول اللہ ﷺ کو بیان شدہ آیات میں مذکورہ سارے مرسلین کی اقتداء کا حکم دیا گیا جن میں ہر دو قسم کے انبیاء و مرسلین موجود ہیں۔

۸۔ سورہ انعام کی متذکرہ آیات میں آپ ﷺ کو دیئے گئے حکم: اولٰک الذین ھدی اللہ فبھداھم اقتدہ (یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے، پس تم ان کی پیروی کرو) سے معلوم ہوا کہ وہ تمام ''صالحین و محسنین'' جنہیں اللہ خود تعلیم و ہدایت دیتا ہے، وہ سب کے سب مفترض الاتبع و اقتداء ہوتے ہیں۔ اور جب ان ''المھدین'' کو اللہ تعالیٰ کی ہدایات لوگوں تک پہنچانے کا حکم ملتا ہے تو یہیں سے عملِ تبلیغ و کارِ رسالت کا آغاز ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں میاں عبدالملک سجاوندی کے رسالہ ''ہژدہ آیات'' میں مذکور سورہ جمعہ کی آیت و آخرین منھم .... اور سورہ انعام کی آیت:۱۹، سورہ البیّنہ کی تفسیر کا مطالعہ مفید ثابت ہوگا۔

دیگر انبیاء و مرسلین کی طرح نبی کریم ﷺ کو بھی اللہ ہی نے ہدایت دی تھی اس وجہ سے انہیں نبوت بخش اور نبی الانبیاء تعبیر کرنا درست نہیں جیسا کہ ایک سے زیادہ طبقہ فکر نے مشہور کر رکھا ہے کیونکہ نبی کریم کا مقامِ نبوّت و حقیقتِ رسالت اور اوامر ہدایت و مہدیت کتاب اللہ میں مذکور تصورات سے مختلف نہیں ہو سکتے۔ سورہ الضحیٰ کی آیت:۷ میں بھی مزید وضاحت ہے:

ووجدک ضآ لا فھدیٰ (اور تم کو [بھی حق کی تلاش میں] گم گشت و سرگرداں پایا تو [تم کو بھی] ہدایت دی)

غالباً اسی سبب مسجدِ نبوی ﷺ میں رسولِ اکرم کا ایک نام ''المھدی'' تحریر ہے! (واللہ تعالیٰ اعلم)

سورہ الانبیاء کی آیت ۷۳ میں حضرات اسحٰق و یعقوب علیہما السلام کو ائمہ ہدایت متعارف کروایا گیا ہے، فرمانِ الٰہی ہے: وجعلنٰھم ائمہ یھدونہ بامرنا (اور ہم نے انہیں [اسحٰق و یعقوب کو] امام بنایا کہ ہدایت دیں [لوگوں کو] ہمارے حکم سے)۔ پس مذکورہ حقائق کے پس منظر میں ہر دو قسم کے انبیاء و مرسلین قرآنی توضیحات کے تحت مہدین من اللہ اور ائمہ مامورین من اللہ طے پاتے ہیں۔

قرآنِ مجید، ائمہ مامورین من اللہ کی ایک اہم ذمہ داری کا تذکرہ کرتے ہوئے سورہ الشوریٰ آیت ۱۳، میں اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کو ایک نصیحت کرتا ہے۔ فرمانِ عالی ملاحظہ ہو:

''اس نے تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا ہے جس کے قائم کرنے کا اس نے حکم دیا تھا نوحؑ کو اور جس کی ہم نے آپؐ کی طرف وحی کی، اور جس کا حکم ہم نے ابراہیمؑ، موسیٰؑ، اور عیسیٰؑ کو دیا تھا کہ تم (اسی) دین کو قائم کرو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو''۔

پس ایک ''مامور من اللہ امام'' کسی مروّجہ مسلک کی حمایت نہیں کرسکتا! اس مقررہ اصول یا پیمانے سے جو بھی متفرق ہوگا وہ ''مامور من اللہ امام'' نہیں ہوسکتا! ہماری لاپرواہی کی انتہا ہے کہ ہم ''انی عبداللہ مذہب ما کتاب اللہ واتباع سنت رسولؐ اللہ'' کے الفاظ پر پوری توجہ نہیں دیتے یہ معمولی فقرے نہیں ہیں یہ لدُّنِی بیان ہے۔ اس کی جامعیت پر کبھی ہم نے سنجیدگی سے غور نہیں کیا۔ یہ وضاحتی بیان مدعیؑ کی شخصیت، حیثیت اور اسؑ کے دین و مذہب کا مکمل خاکہ ہے۔ اس دعوے کو مذکورہ بالا پیمانے سے ناپا جانا چاہیے تھا۔ افسوس کہ ایسا نہیں کیا گیا جس کا مواخذہ آخرۃ میں ضرور ہوگا۔

''انی عبداللہ'' کے الفاظ نے حضرتؑ کی شخصیت وحیثیت کو کتاب اللہ کی روشنی میں واضح کردیا کہ وہ کون ہیں اور کس حیثیت کے حامل ہیں! اس کے بعد ''مذہب ما کتاب اللہ'' کے الفاظ نے کمال عمدگی سے کسی نئی کتاب وشریعت کے متحمل ہونے کی نفی کردی اور ساتھ ہی ساتھ چاروں فقہی مذاہب سے اپنے تعلق کی بھی نفی کردی تا کہ دین میں تفرقہ نہ پڑے اور انھیںؑ یا انؑ کے مصدقین کو کسی مجتہد سے منصوب ''مذہب'' میں مقید نہ سمجھا جائے اور نہ ہی کسی فرقے سے منسلک ومنصوب تصور کیا جائے۔ یہی ''دین خالص'' ہے اور یہی صحیح ''اسلام'' ہے۔

مذہبِ ما کتب اللہ کے بعد ''اتباع سنت رسولؐ اللہ'' فرما کر اپنے دستورِعمل کی تفصیل بھی بتادی۔ اس طرح سب پر واضح کردیا کہ ''دین'' صرف اللہ کی کتاب (قرآن) اور اور سنت رسول اللہ صلعم ہے۔ اس کے

علاوہ اور کوئی چیز ''حبل اللہ'' نہیں!

ان علامات کو تائیدِ نص حاصل ہے اور بلا شبہ اس قسم کی تائید ہی مامور من اللہ داعی کی ایک پہچان ہے۔ مگر ہم غور نہیں کرتے! ہم نے کبھی سوچنے اور سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی کہ سورہ آلِ عمران کی آیت: ۸۱ میں **مصدق لما معکم** کا مصداق صحیح معنوں میں کون ہے۔ بدقسمتی سے موجودہ صورتحال ایسی ہیکہ بلا جھجک کہنا پڑتا ہے:

"When all think alike, no body thinks very much"

سورہ آلِ عمران کی آیتِ مذکورہ میں موجود اشارے کی حقیقت سے واقفیت کے لئے معارج الولایت حصہ دوم، باب نہم صفحہ ۱۹۱ اور ۱۹۲ پر مذکورہ نقل بسلسلہ ارواح اولین وآخرین سے استفادہ ضروری ہے۔ راقم کا خیال ہیکہ عہدنامہ قدیم (Old Testaments) کے Authorised Version میں اس شخصیت کو Messanger of the covenent کہا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو: (Malachi, iii:l) واللہ اعلم!

اتباعِ مہدیانِ برحق:

نقلیات کی مندرجات سے ثابت ہے کہ حضرت مہدیؑ نے اپنے آپ کو ''انی عبداللہ'' کہہ کر متعارف کروایا اور یہ تعارفی کلمات وہی ہیں جو کہ سورہ مریم کی آیت نمبر ۳۰ میں حضرت عیسیٰؑ نے اپنے آپ کو متعارف کروانے کے لئے استعمال فرمائے ہیں: **قال اِنّی عبداللہ** یہ اندازِ تعارف صرف مختص من اللہ بندوں سے مخصوص ہے کیوں کہ کمال بندگی کا متحمل بندہ ہی ''عبداللہ'' ہونے کا دعویٰ کرسکتا ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مومن کے لئے کوئی صفت، صفت عبودیت سے زیادہ اشرف نہیں اس مخصوص تناظر میں ''عبداللہ'' اور عبدنا کے الفاظ سورہ جن، الانبیاء، صٓ، قمر، انفال میں مختلف مقامات پر حضرات داوٗدؑ، نوحؑ، ابراہیمؑ، اسمٰعیلؑ، اسحٰقؑ، یعقوبؑ، ایوبؑ، الیسعؑ، ذالکیفلؑ کے لئے مستعمل ہوئے ہیں۔ سورہ صٓ ۴۷ میں ان لوگوں کے لئے فرمایا: ''بیشک وہ ہمارے نزدیک سب سے اچھے اور چنے ہوئے (**المصطفین الاخیار**) لوگ تھے۔''

اور چونکہ یہ تمام مرسلین صفت عبودیت وکمال بندگی میں ہم پایہ ہوتے ہیں اس وجہ سے انہیں ''**عبدنا**'' کے شرف سے نوازہ جاتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں کہ جن کی ''بندگی'' پر اللہ تعالیٰ ناز کرتا ہے۔

ہم نے سیدنا محمد مہدی علیہ السلام کے بیان میں مذکورہ اشارے 'انی عبداللہ' پر کما حقہ غور نہیں کیا اور

اپنی کم فہمی کے سبب انھیں ''مامورمن الناس'' ائمہ کی صف میں کھڑا کردیا۔(العیاذ باللہ)۔

امام علیہ السلام سے دین ومذہب سے متعلق استفسارات پر درج ذیل جوابات منقول ہوئے ہیں:

۱) مذہب ما کتاب اللہ واتباع سنت رسول اللہ

۲) بندہ تابع شریعت مصطفیٰؐ است

۳) انی عبداللہ تابع محمد الرّسول اللہ

۴) ما شریعت نو نیاداریم وہیچ تغیر درشریعت نہ کردیم

۵) مذہب ما کتاب اللہ واتباع محمد الرّسول اللہ

آخرالذکر چار بیانات ہرلحاظ سے پہلے درج کردہ بیان ہی کی تشریح وتوضیحات ہیں۔کسی میں اختصار وحذف سے کام لیا گیا ہے تو کسی میں شرح وتاویل سے! کتاب اللہ سے مراد''وحی متلو'' ہے اور سنت رسول اللہ سے مراد وحی غیر متلو ہے۔اسی طرح ہر دو کا تعلق احکامات،اوامرونواہی کے دستورعمل سے ہے۔ہمارے بھائیوں نے امامنا کے مذکورہ بیانات میں موجود''تابع اور اتباع'' کے الفاظ کو لغتِ فارسی اور اردو کے تحت غیر قرآنی معنی دیدیئے ہیں جس کی وجہ سے کچھ غلط فہمیاں پیدا ہوگئی ہیں۔

معلوم ہونا چاہیے کہ تابع اور اتباع دونوں ہی الفاظ کا مادّہ ت۔ب۔ع ہے چنانچہ لفظ''اتباع'' تَبِعَ سے نکلا ہے۔تَبِعَ کے معنی ہوتے ہیں، وہ قدم بقدم پیچھے پیچھے چلا۔جبکہ دین کی اصطلاح میں اِتبَّعَ پیروی کرنے اور باقاعدہ کسی کے طریقے پر چلنے کو کہتے ہیں۔گوکہ پیروی میں بھی اسی طرح پیچھے چلنا موجود ہوتا ہے، لیکن یہ چلنا عملاً قدموں کیساتھ چلنا نہیں ہوتا۔اس طرح یہ لفظ اپنے مفاہیم میں **subordination** کے معنوں سے مبرّا ہونیکے سبب ماتحتی کا مفہوم نہیں دیتا۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ سورہ النحل آیت ۱۲۳ میں نبی کریمؐ کو ملة ابراھیمؑ کی اتباع کی تلقین کی گی۔ یہاں ملة کے معنی علما نے، دین، دستور، قانون الٰہی، سنت ومشرب بیان کئے ہیں چنانچہ فرمایا: **ثمہ اوحینا ان اتبع ملة ابراھیم حنیفا** (ترجمہ: پھر ہم نے وحی بھیجی کہ آپؐ ملت ابراہیمؑ حنیف کی اتباع[پیروی] کریں) اس طرح خاتم النبّین ﷺ بھی دینِ ابراہیمؑ کے تابع اور مکلّف ثابت ہوتے ہیں!

سعودی حکومت کی طرف سے تقسیم کی جانے والی تفسیر واردو ترجمہ(علامہ محمّد جونا گڑھی) میں سورہ

الصٰفٰت کی آیت ۸۳ کا ترجمہ یہ ہے:

''اور اُس [نوحؑ] کی تابع داری کرنے والوں میں سے [ہی] ابراہیمؑ بھی تھے۔''

اس آیت پر غور کرنے سے صاف واضح ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ بھی حضرت نوحؑ کی پیروی کرتے تھے۔ پس مندرجہ بالا آیات کے مفاہیم میں اتباع، اقتدا یا تابع داری کے جو مفاہیم پائے جاتے ہیں وہی مفاہیم فرامین مہدی علیہ السلام میں مذکور الفاظ اتباع یا تابع میں پائے جاتے ہیں اور جس طرح مذکورہ آیات میں ''تابع ومتبوع'' ''مطیع اور مطاع'' ''مقتدی ومقتدا'' موجود ہیں انہی معنوں میں فرمان مہدی علیہ السلام میں بھی ''تابع ومتبوع'' موجود ہیں۔ ضرورت صرف غلو سے اجتناب کی ہے۔ سمجھنے کی بات یہ ہے کہ مامورین من اللہ کو ایک دوسرے کی اتبع کا حکم اللہ نے دیا ہے۔ یہ لوگ شرعی معاملات میں کوئی کام اپنی مرضی سے نہیں کرتے وہ دراصل ان پر نازل کی جانے والی وحی کی اتباع کرتے ہیں چنانچہ اطاعت مرسلین کے بارے میں فرمایا:

وَ مَآ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذۡنِ اللّٰہِ [انہیں بتاؤ کہ] ہم نے جو رسول بھی بھیجا ہے اسی لئے بھیجا ہیکہ اذنِ خداوندی کی بنا پر اس کی اطاعت کی جائے۔ (سورہ النساء:۶۴)

مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ (جس نے رسولؐ کی اطاعت کی حقیقت تو یہ ہے کہ [اس نے] اللہ کی اطاعت کی) [النساء:۸۰] اس وضاحت کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ رسول، ملک الناس ہیں (نعوذ باللہ) کیا مذکورہ بالا آیات واضح نہیں کر رہی ہیں کہ اللہ نے اپنے مرسلین کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دے دیا؟ اسی سبب ہمیں تلقین صرف یہ کی گئی ہیکہ ہم رسولوں کے درمیان فرق نہ کریں: **لا نفرق بین ایدیھم من رسولہ** اس اصول وقانون کے پابند ومکلّف نبی کریم ﷺ بھی ہیں! (البقرۃ:۲۸۵) یہی وہ مقام ہے جہاں بڑے بڑے عمائدین اور ''خداپرست'' ٹھوکر کھاتے ہیں! واضح رہے کہ صحیح بخاری کی چودہ احادیث اسی آیت کی تائید میں موجود ہیں!

اس سے قبل بیان کی گئی آیات سے ہمیں دو اہم مبادیاتِ الٰہیہ کا علم بھی حاصل ہوتا ہے۔ ایک تو یہ ہیکہ اللہ جلّ شانہٗ ایک ''**عبداللہ**'' کو کس طرح مخصوص ومحدود معاملات میں اپنا ''**خلیفہ**'' مقرر کرتا ہے اور دوسرے یہ کہ ہر ''**المھدی**'' مامور من اللہ ومفترض الطاعت اور مفترض الاتباع ہوتا ہے! چنانچہ نبی کریم ﷺ نے بھی عقیدہ ''ختم النبوّت'' کی مبادیات، مفہوم وتقدّس کے تحفظ کی خاطر اپنے بعد مبعوث ہونیوالے انذار کے اعادے کے حامل ''**عبداللہ**'' کے لیے ''**امام**'' ''**خلیفۃ اللہ**'' اور ''**المھدی**'' کے القابات کا اہتمام فرمایا تھا۔

بدقسمتی کی بات یہ کہ اس احتیاط وتدبّر کے باوجود علماء سوو مستشرقین کی ناقص قرآن فہمی، چرب زبانی و

جذباتی دلائل نے عقیدہ بعثتِ المھدی کو عقیدہ ''ختم النبوّت'' سے متصادم کروادیا اور اس طرح تکمیلِ عیّانِ ثابتہ کی ایک ''اہم ترین ضرورت'' غیر ضروری تسلیم کروائی جانے کی کوششیں جاری کردیں! قرآنِ مجید کا سطحی علم رکھنے والے مسلمان اس عقیدے کو ایک تراشیدہ عقیدہ سمجھتے ہیں۔ کاش کہ یہ لوگ قرآنِ مجید میں مذکور شروط ساعة سے متعلق آیات پر غور کرتے، عذاب سے متعلق عدلِ الٰہیہ کے تقاضے اور ''**بیّنة**'' واصحابِ بیّنہ کے تشخص، دائرے عمل اور مقتدرہ سے واقفیت حاصل کرتے یا اس کی تفصیلات کو مخبرِ صادق ﷺ کے اقوال کے سامنے پیش کرتے، ان کو خود سمجھتے اور دوسروں کو بھی صحیح دین سے واقف کرواتے!

السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

مصادر و مراجع:

۱۔مصباح اللغات — عبدالحفیظ بلیاوی؛ مکتبہ قدوسیّہ، اردو بازار، لاہور

۲۔لغات القرآن — غلام احمد پرویز، ادارہ طلوع الاسلام؛ گلبرگ لاہور

۳۔مترادفات القرآن — عبدالرّحمٰن کیلانی، مکتبہ الاسلام، وسن پورہ، لاہور

۴۔مفردات القرآن (اردو ترجمہ) — مصنفہ امام راغب اصفہانی، ناشر شیخ شمس الحق، اقبال ٹاون، لاہور

۵۔قرآنِ کریم معہ اردو ترجمہ وتفسیر — محمد جوناگڑھی، شاہ فہد قرآنِ کریم پرنٹنگ کمپلیکس، سعودی عربیہ

۶۔The Holy QURAN — انگریزی ترجمہ، شیخ محمد مارماڈیوک پکتھال، اقبال بک ڈپو، صدر کراچی

۷۔Vocabulary of the Holy QURAN — ڈاکٹر عبداللہ عباس، دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی